سید عطاء المحسن بخاری

سید الاحرار کی قرآن فہمی

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مختلف طریقوں سے مختلف ادوار میں اظہار فرمایا ہے کبھی کسی خطہ میں کبھی کسی قسم میں اور کبھی کسی فرد کی شخصیت کے روپ میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظیمہ اور قدرت کاملہ کے مظہر تھے شاہ صاحب مغفور جامع صفات تھے آپ ایک عظیم خطیب تھے۔ مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے تبلیغی انداز انوکھے اور نرالے تھے آپ اس وصف میں برصغیر میں یکتا تھے۔ آپ ایک بہترین سیاست دان تھے۔ آپ کی رائے پیش آئندہ حالات کا آئینہ ہوتی اس کے باوجود آپ اپنی رائے پیش فرما کر اصرار نہ فرماتے آپ صوفی کامل تھے آپ مربی تھے آپ کے تربیتی خطوط حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ نقوش پر مبنی تھے اور یہ نابغہ روزگار ذات گرامی مذکورہ بالا اوصاف کے ساتھ تفسیری اقدار کی حامل تھی۔ بہت سی آیات ایسی ہیں۔ کہ ان کا مفہوم سلف کی کتابوں میں خال خال ہی نظر آتا ہے آپ کی ایک امتیازی شان یہ تھی کہ ہمیشہ قرآنی مضامین کی تہہ تک پہونچنے کی سعی فرماتے اور تمام مفسرین کے طریق سے ہٹ کر سوچتے پھر اسے علماء عصر علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی کی محفلوں میں بیان کرتے اور ان سے داد تحسین وصول کرتے۔ اس سلسلہ میں ایک بات واضح کردینا ضرور سمجھتا ہوں کہ ان کے ذہن کو دو جگہ سے روشنی ملی۔ دوران تعلیم حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ سے، دوسرے دور میں حضرت شاہ عبد القادر دہلوی مرحوم کے شہرہ آفاق ترجمے سے جسے آپ نے مدت العمر ساتھ رکھا اور جیل کی زندگی میں بھی اس سے مکمل استفادہ کرتے رہے۔

ایک دفعہ خود فرمایا کہ اللہ الصمد کے معنی میں مجھے ہمیشہ تردد رہا کہ "اللہ بے نیاز ہے" بس یوں ہی دل کو تسکین نہ ہوتی جیل ہی کا واقعہ ہے کہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا مترجم قرآن پاک دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس کا خیال آیا کہ دیکھیں شاہ صاحب کیا لکھتے ہیں۔ جب وہ جگہ نکالی تو حضرت نے ترجمہ فرمایا "اللہ نرادھار ہے" شاہ جی فرماتے ہیں کہ میں کبھی اسے نرُدھار پڑھوں کبھی کچھ کبھی کچھ بالآخر اپنے جیل ہی کے ایک ساتھی پنڈت نیکی رام شرما کے پاس گیا جو بہت فاضل تھا اس سے پوچھا کہ یہ لفظ کیا ہے وہ دیکھتے ہی جھومنے لگا اور واہ واہ کے نعرے بلند کرنے شروع کردیئے میں نے چند لمحے انتظار کے بعد کہا کیا عجب آدمی ہیں۔ میں انتظار میں ہوں اور آپ اپنے ہی آپ لطف لے رہے ہیں مجھے بھی تو علم ہو کہ کیا معنی ہیں اس کے بعد اس نے بتایا کہ یہ سنسکرت کا لفظ ہے "نردھار" اور یہ اس ذات پر بولا جاتا ہے کہ جس کا کام کسی بن نہ اڑے اور جس بن کسی کا کام نہ بنے فرمایا تب مجھے تسکین ہوئی۔ اور یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گمشدہ متاع مل گئی ہو پھر میں نے اسی پر کئی کئی گھنٹے بیان کیا۔ ایسے ہی فرمایا کہ اھدنا الصراط المستقیم تا ولا الضالین کے معنی میں بھی مجھے تسکین نہ ملتی کیونکہ عام معنی میں دکھا ہم کو سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا نہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا اور وہ گمراہ ہوئے لیکن جب حضرت شاہ صاحب کا ترجمہ پڑھا تو بالکل وضاحت ہوگئی اور وہی عین مطابق معنی ہیں وہ فرماتے ہیں

چلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان کی جن پہ تیرا انعام ہوا (اور) نہ ان پر تیرا غضب اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

ظاہر ہے کہ جو بات اس میں ہے وہ اس عام ترجمہ میں نہیں یہ دونوں ترجمے ایک دوسرے کا عکس ہیں اس میں ایک تواھدنا کے معنیٰ دکھائے گئے ہیں جو اس کی ذات وحدہ لاشریک لہ کے منافی ہے جہاں کانٹے ہی کانٹے ہوں وہاں اکیلا چھوڑ دینا؟ اور ساتھ چلانا ایسا ہے کہ جیسے باپ بچے کو انگلی پکڑ کر ساتھ چلاتا ہے اور راستہ کی دشواریاں سہل کر دیتا ہے اپنی توفیق و حفاظت میں چلانا یہ اس بارگاہ کی عین شان ہے۔

ایک دفعہ حضرت شاہ جی کے یہاں گھر پر بہت سے علماء جمع تھے ان میں سے بے تکلف ساتھی صرف استاذی مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تھے شاہ جی نے حسب عادت اکابر کا ذکر چھیڑ دیا جو بہت دیر تک جاری رہا۔ آخر میں شاہ جی نے کہا سبحان اللہ کیسا اچھا وقت گزرا کیسے اچھے تذکرے تھے کہ مصیبت کا خیال تک نہیں گزرا جن کا تذکرہ ہوتا رہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ محشر میں اٹھائے (امین) اور یہ "آیت" و توفنا مع الابرار پڑھ کر سب سے اس کے معنی پوچھے سب نے عام معنی کئے کہ "موت دے ہمیں نیکیوں کے ساتھ" شاہ جی نے فرمایا کچھ اور سب نے سکوت اختیار کیا آپ نے فرمایا کہ (پنجابی میں) "تے پوری پا ساڈی نال نیکاں دے" ہر طرف سبحان اللہ سبحان اللہ کے آوازے آنے لگے مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا ماشاء اللہ شاہ جی یہ آپ ہی کا حصہ ہے اور آپ نے بالکل لفظی و لغوی اور اس میں مطابقی معنی بیان فرمائے ہیں پھر دیر تک تمام حظ اندوز ہوتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف کے سولھویں پارے میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے وہاں آپ کی مہدی زندگی میں آپ کی معجزانہ زندگی کا ذکر ہے اس گفتگو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکاً ابن ما کنت و اوصینی بالصلوٰۃ

شاہ جی نے ایک دن اپنے ایک متوسل مولوی یسین صاحب سے پوچھا کہ جانتے ہو "این ما کنت" کیوں فرمایا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

کیا یہ بھی جانتے ہو کہ سارے قرآن میں کسی اور نبی کے ذکر میں بھی یہ ہے اس پر بھی انہوں نے نفی کا اظہار کیا پھر آپ نے فرمایا: یہ صرف حضرت عیسیٰ کے ذکر میں ہے اور علت اس تخصیص کی یہ ہے کہ ایک ہی نبی ہے جو زمین پر بھی تھا اور آسمان پر بھی ہے اور پھر زمین پر بھی نزول ہوگا۔ ورنہ این ما کنت کا معنوی مقصد فوت ہو جاتا ہے اگر انہیں مردہ تسلیم کر لیا جائے اور سرینگر میں دفن بھی مان لیا جائے جیسا کہ نصرانی وغیرہم کہتے ہیں اور بڑی دلیل یہ ہے کہ جو آگے آیت کے آخر میں ہے "مادمت حیا" جب تک میں زندہ رہوں یہ مسیح علیہ السلام کی حیات کی قوی ترین دلیل ہے۔

شاہ جی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ اس کی نظیر پچھلی چند صدیوں میں کم از کم نہیں ملتی آپ کے ملنے والوں میں ہمہ قسم لوگ تھے۔ ہر مکتب فکر کے لوگوں کو شاہ جی سے عقیدت تھی اور شاہ جی بھی ان سے مل کر خوشی کا اظہار فرماتے! وہ لوگ شاہ جی کے خلوص اور سادہ عظمت کا اعتراف کر کے حاضر خدمت ہوتے اور خلوص و محبت کے جوہر رولتے اور جھولیاں بھر بھر لے جاتے! شاہ جی کے شیعوں کی ایک مستقل کھیپ

سے سماجی ومجلسی مراسم رہے ہیں ملتان کے قیام میں ایک معتدل شیعہ دوست کی آمد و رفت کثرت سے ہونے لگی۔ دن بہ دن راہ و رسم بڑھتے ہی گئے وہ آتے اور بہانے سے اہل بیت اور اپنے آئمہ کا ذکر چھیڑ دیتے اور شاہ جی کو کریدنے کی کوشش کرتے لیکن حضرت شاہ جی ہمیشہ طرح دے جاتے اور گفتگو کا موضوع ہی بدل دیتے ایک روز وہ محترم حاضر ہوئے اور حسب عادت پھر وہی تذکرہ شروع کر دیا۔ اور اس دن انہوں نے کچھ تیکھے انداز سے آیت تطہیر کا سوال کر کے بحث شروع کر دی۔ اور کہا کہ یہ آیت نزولاً اور حکماً اہل بیت کے بارہ میں ہے اور وہ اس کے حکم سے معصوم و منزہ ہیں حضرت شاہ جی نے اس گتھی کو ضروری خیال کرتے ہوئے یوں حل فرمایا کہ یہ آیت کریمہ ہر نوعیت سے ازواج مطہرات کے حق میں ہے اور سبب نزول بھی صرف انہی کی ذات ہے اور یہ بات ایسے ہی نہیں کہتا۔ اس کا سیاق و سباق اس کی بڑی اہم دلیل کہ یہ آیات صرف امہات المومنین کے بارہ میں نازل ہوئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اہل بیت مراد لئے جائیں تو آپ حضرات کا آئمہ کے متعلق معصومیت کا دعوی باطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کہ آیت کے الفاظ ناطق ہیں کہ پہلے ان میں "رجس" تھا بعد میں "تطہیر رجس" کا پایا جانا پھر طہارت کا ہونا یہ تو شان معصومیت کے منافی ہے۔

بچہ کو معصوم کہنے کی علت اتنی ہے کہ وہ ایک حد تک گناہ کے تصور سے ہی طاہر و منزہ ہوتا ہے پھر انبیاء کرام کو جو معصوم کہا جاتا ہے تو وہاں بھی یہ حکمت ہے ان کی ذات گرامی پیدائشی طور پر اس استعداد سے ہی پاک ہوتی ہے۔ اور اگر یہ بات نہ پائی جائے بلکہ رجس کا وجود مان کر پھر تطہیر کا ڈھنڈورہ پیٹا جائے تو یہ میرے نزدیک کفر ہے کیونکہ انبیاء کے بارے میں تو تصور معصیت ہی باعث دخول نار ہے جب کہ آپ میں سے بعض عنادی لوگ اس بات کے خود معترف ہیں اور یہ اعتراض کہ انبیاء میں استعداد ہوتی ہے اور دلیل میں حضور نبی کریم ﷺ کے بچپنے کے سینہ چاک کئے جانے والے واقعہ کو پیش کرتے ہیں اور یہ عصمت انبیاء کی تضحیک ہے یہ سینہ چاکی تو نور معرفت کا سبب بنی جو ایام طفولیت میں ہی ظہور پذیر ہو گیا تھا۔ اس پر ان صاحب نے اعتراض کیا کہ اگر یہ ازواج مطہرات کے حق میں ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں رجس تھا۔ شاہ جی نے فرمایا بالکل واضح ہے وہ اور چونکا اور حیران ہوا کہ نبی کی اہلیہ اور رجس؟ شاہ جی نے پھر تفصیلاً فرمایا کہ ازواج مطہرات اکثر امراء عرب کی لڑکیاں تھیں جو ناز و نعم کی پروردہ تھیں ان کے دلوں میں مال کی محبت تھی اور مال کی محبت ہی سب سے بڑا رجس ہے اور پھر نبی کی بیوی میں رجس باقی رہنے دیا جائے کیوں کر ہو سکتا ہے؟ نبی کا تو مشن ہی مال کی محبت دلوں سے نکالنا اور خدا کی محبت سے دلوں کو روشن اور معمور کرنا ہے پھر اللہ تعالی نے ازواج مطہرات کے دلوں سے یہ رجس ایسا خارج کیا کہ پھر آٹھ آٹھ روز تک چولہوں میں روشنی نہ ہوتی! مال کی محبت کو دلوں سے نکالنے کو ہی تطہیر ثابت کرنے کے لئے پھر شاہ جی نے سنداً دوسری آیت تلاوت فرمائی۔

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها

لیجئے ان کے مالوں سے صدقہ تطہیر کیجئے ان کی اور تزکیہ کیجئے ان کا اس کے ساتھ (مال لے کر) معلوم ہوا کہ جب مال کا لینا تزکیہ و تطہیر کا باعث ہو سکتا ہے تو جہاں سرے سے محبت ہی ختم کر دی جائے! اور لفظ اہل بیت کی مراد کو

واضح کرنے کی غرض سے حضرت ابراہیم کے تذکرہ میں ان کی اہلیہ کو خطاب کے وقت کے قرآنی الفاظ سند اً پیش فرمائے

قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت

کہا انہوں نے (فرشتوں نے) تعجب کرتی ہیں آپ اللہ کے کام پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں تم پر (اے) گھر والی۔

اہل بیت سے مراد زوجہ ابراہیم علیہ السلام ہے نہ کہ میرا خاندان ابراہیم۔ وہ شیعہ دوست جھوم جھوم گیا۔ اور پھر جذبات کے وفور میں کہا شاہ جی میں قیامت کے روز اللہ کے سامنے آپ کا دامن پکڑ کر کہوں گا کہ اے اللہ انہوں نے ہماری برادری کو سیدھی راہ نہ دکھائی ورنہ یہ سب کچھ کرسکتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ہدایت و ضلالت کسی کے بس کا روگ ہی نہیں جبکہ باری عزاسمہ نے خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی کو ارشاد فرمایا

نک لاتھدی من احببت و لکن اللہ یھدی من یشاء

پروفیسر شاہد محمود کاشمیری

ہے نگاہوں میں روئے نورانی

شاہ صاحب کی ذات کیا کہیے — تھی بہارِ صفات کیا کہیے
وہ گئے، دل کا بوستاں اجڑا — دل کی اب واردات کیا کہیے
ہجر کی رات آگئی ایسے — بن گیا دن بھی رات کیا کہیے
ہے نگاہوں میں روئے نورانی — لب پہ ہے ان کی بات کیا کہیے
اے جہانگیرِ گردشِ حالات! — میری تیغِ ممات کیا کہیے
بعد تیرے وطن پہ کیا بیتی — تجھ سے جانِ حیات کیا کہیے
راہبر، راہزن ہوئے ثابت — لُٹ گئی کائنات کیا کہیے
اپنے اہلِ وطن کی سازش سے — ہو گئی ہم کو مات کیا کہیے
غیر ممکن ہے غم کے ماروں کی — درد و غم سے نجات کیا کہیے
ملک میں انتشار ہے ہر سو — اور دشمن کی گھات کیا کہیے

شاہ صاحب کو دے کوئی آواز
جل اٹھے شش جہات کیا کہیے